ڈاکٹر عبدالودود قریشی

(ستارہ امتیاز)
ایڈیٹر، ایشئین نیوز، اسلام آباد

پاکستانی کلچر تاریخی، ادبی تناظر

Dr. Abdul Wadood Qureshi

(Sitara-e-Imtiaz)
Editor, Asian News, Islamabad.

Pakistani Culture and its Historic literary Aspects

What is culture? How did it come into being and what is Pakistani culture? In literature there is an ambiguity about the origin of the word and in Urdu its alternate usage and interpretation of this culture by the different scholars can be understood easily in this article. After the creation of Pakistan the areas which were included in Pakistan have the culture of Pakistan. For the last five thousand Years to the present time there is an existence of such culture which is known as the culture of Pakistan except unwanted things which are unlawful in Islam. Culture is dynamic and motivational with the passage of time it is polished and delicacy merges into it. Old norms and values get changed towards the civilized societies having good aspects and it flourishes.

Key words: *Civilization, Culture, Cult, Civilized, Society, Awareness*

لاطینی زبان میں بولا جانے والا لفظ کلٹ جو انگریزی زبان میں کلچر کے طور پر نظر آتا ہے اور اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے۔ یونان کے ہی ایک علاقے کو ایک الگ کلٹ مانا جاتا تھا اور ایک خطے میں کئی کلٹ اپنا الگ سے وجود رکھتے تھے ان کے رسم و رواج جدا جدا تھے اور پابندیاں بھی الگ الگ تھیں۔ کلٹ انگریزی میں کلچر اور پھر اردو میں ترجمہ تہذیب ہوا۔ انگریزی میں جہاں کلچر کے معنی شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں کو پالنے کے علاوہ دیگر جانوروں کی دیکھ بھال اور افزائش قرار پایا وہاں ایک خاص طرح سے گم بوٹ ہیلمٹ پہن کر کھیتی باڑی کو بھی کلچر سے منسوب کیا گیا۔ فارسی اور عربی میں بھی کلچر کے معنی تہذیب ہی کیے گئے۔ عرب بھی ابتدائی طور پر پودوں کو تراشنا، درختوں کو سنوارنا اسے کاٹنا تاکہ اس کی نئی نئی کونپلیں خوبصورتی سے پھوٹیں ہی لیا گیا اور ایرانیوں نے بھی اسے پودوں کو درست کرنے، خوبصورت بنانے کے معنوں میں لیا۔ اردو میں کلچر کو نفاست، شائستگی ہی سمجھا جاتا ہے۔ تہذیب اور کلچر افراد اور قوموں کی اجتماعی میراث ہوتی ہے جس میں

فرد کا بھی کردار ہوتا ہے اور انسانوں کو دوسرے انسان پر تہذیب ہی بہتر اور ممتاز بناتی ہے۔ مہذب آدمی کا پتہ اس کی بول چال سے لگ جاتا ہے اور اسی کے حوالے سے اگر کوئی غیر مہذب گفتگو کرے تو بدتمیز کہا جاتا ہے۔ معاشرے میں خوبصورت، نفیس، آداب اور گفتگو بھی تہذیب کے ہی زمرے میں آتی ہیں۔ یہ سکھائی بھی جاتی ہے اور صدیوں میں پروان بھی چڑھتی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بڑے لوگ اپنی اولادوں کو تہذیب سکھانے کا خصوصی اہتمام کرتے رہے ہیں وہ اتالیق مقرر کرتے تھے۔ مہذب ہونے کو انگریزی میں سولائز کہا جاتا ہے جسے وقت کے ساتھ ساتھ سویلین سے منسوب کیا گیا اور اس کے مدمقابل فوجی ہے جسے عسکری کہا جاتا ہے پہلے زمانے میں فوج کے لشکر دشوار گزار پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے تھے اور ان کے اطوار بھی اسی طرح کے ہوتے تھے۔ اٹھارویں صدی تک فوجی اور سویلین میں یہ تمیز بڑی نمایاں تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ جب عسکری شہروں میں بھی رہنا اور آنا جانا شروع ہوگئے تو یہ تضاد رفتہ رفتہ ختم ہوتا گیا۔ تہذیب اور ثقافت کے حوالے سے جدید دور میں دیہی ثقافت کو اجاگر کرنے کا ذریعہ میلے ٹھیلے ہیں۔ پرانے زمانے میں نیزہ بازی، گھڑ دوڑ، ہنر کاری، سجاوٹ اور بیلوں کے رقص، گھوڑوں کے رقص قدیم ثقافت سمجھے جاتے ہیں۔ اسلام نے ماننے والوں کو کبھی اچھی چیزوں کی طرف راغب ہونے سے نہیں روکا اور نہ پابند کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب قومیں تہذیب کو وراثت کے طور پر نہیں اپناتیں تو وہ مرنے لگتی ہیں مگر جو تہذیب صاف ستھری اور تاریخ سے وابستہ ہو زندہ رہتی ہے عکسی فرماتے ہیں:

جب وراثت کھو جاتی ہے۔ تہذیب مر جاتی۔ (۱)

ہر دور میں ثقافت کی دو مختلف جہتیں رہی ہیں ایک شہری اور ایک دیہاتی۔ دیہاتی ثقافت ہمیشہ شہری ثقافت کو اپناتی ہے اور شہری ثقافت کئی چیزیں کسی غیر ملکی قوم سے مستعار لیتی ہے اور پھر اسے اپنا حصہ بنا لیتی ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ تہذیب اور ثقافت بعض اوقات اپنے ہی علاقے میں عدلیہ کے فرائض بھی سنبھال لیتی ہے۔ بعض لوگ تہذیب و ثقافت کو قانون کے طور پر اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں علاقے کے بڑے جھگڑے نمٹاتے ہیں۔ شادی اور علیحدگی کے معاملات میں خوش اسلوبی سے کردار ادا کرتے ہیں۔ مرنے والوں کے لواحقین کو کھانا دیا جاتا ہے۔ ان کے مہمانوں کو چارپائیاں اور بستر دیتے ہیں۔ دیگر کئی اسلامی ملکوں سے پاکستان کی ثقافت منفرد ہے۔ یہاں مرنے والے پر خود مٹی ڈالی جاتی ہے۔ ناچ گانے کو ثقافت خیال کرتے ہیں۔ مذہب تفریح کے خلاف تو نہیں مگر فحش گانے اور ناچ مسلمانوں کی ثقافت کی عکاس نہیں ہے۔ اسلام ان تمام معاملات سے منع کرتا ہے جس سے کچھ لوگوں کی تفریح ہو اور کچھ لوگوں کی جان چلی جائے۔ بامقصد تخلیقات اور قوموں کی رسم و رواج بھی تہذیب کے زمرے میں آتی ہیں یہ نظریہ سید سبط حسن کا بھی ہے وہ انسان کو اس سے الگ نہیں دیکھتا وہ اسے حقیقت کہتا ہے وہ انسانی عادات کو بھی فطرت کہتا ہے۔ انسان کو اللہ نے ناطق بنایا ہے، وہ علم رکھتا ہے اور دیگر جانوروں کی طرح نہیں۔ اپنا خدا رکھتا ہے، دیوتا اور بھگوان بناتا ہے، شیطان پر لعنت کرتا ہے، جنوں بھوتوں کی ٹو میں رہتا ہے۔ انسان اپنی موت کا خود ذمہ دار بھی ہوتا ہے انسان جس قدر خود کشی کرتا ہے جانور اس طرح جان بوجھ کر خود کشی نہیں کرتے۔ جانور تلواریں، توپیں اور بم نہیں رکھتے کیونکہ وہ یہ چیزیں بنا بھی نہیں سکتے۔ انسان تہذیب کی وجہ سے ہی

جانوروں سے ممتاز ہے۔ جانور بہت ساری چیزوں میں فرق نہیں کر سکتا اسے منرل واٹر اور جوہر کے پانی میں فرق کا علم نہیں وہ عام پانی اور زم زم کے پانی میں فرق کو نہیں پہچانتا یہ تمام چیزیں انسان کو تہذیب کے حوالے سے ہی میسر آئی ہیں۔

> انسان نے دماغ، زبان، دانت، تالو، حلق اور سانس کی مدد سے اور آوازوں کے آہنگ سے با معنی الفاظ کا ایک وسیع نظام وضع کر لیا ہے۔ (۲)

سبط حسن مہذب ہونے پر ہی فرد کو ایک انسان سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ ارتقا سے جنم لینے والی ثقافت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ ہمیں پہلے اپنی تہذیب کی تعریف کر لینی چاہیے کہ وہ کیا ہے اور جو تہذیب ہمارے ہاں رائج ہے جسے ہم اپنی تہذیب کہتے ہیں وہ کیسے وقوع پذیر ہوتی ہے، اس کے ارتقاء کی صورت کیا ہے اور کیا اسے نئی مملکت پاکستان سے پہلے شروع کرنا چاہئے یا بعد میں یا چودہ سو سال پہلے جب یہاں لوگ آباد تھے مگر یہ تاریخ چار لاکھ برس پر محیط ہے۔ جب قبائل، دراوڑ، آریا، سفید ہن، ایرانی، ترک، مغل اور منگول اس خطے میں آئے۔ حقیقت میں ان کے نزدیک اس علاقے پاکستان کی تہذیب اس کے قیام سے شروع ہوتی ہے اور مذاہب نے تہذیب کی بہتری میں بہتر کردار ادا کیا۔ موہن جو داڑو کا دور ہو یا ہڑپہ کا دور، بدھا کے بت بنائے جاتے ہوں یا مسلمانوں کے مذہبی مقامات مگر مسلمانوں نے مکروہات کو نہیں اپنایا مگر باقی تمام چیزوں کو اپنا ورثہ سمجھ کر قبول کر لیا۔ بعض لوگ ثقافت میں اسلام تلاش کرتے ہیں نئے وطن پاکستان کے بننے پر دوسرا طبقہ وراثت کو تہذیب کے حوالے سے تلاش میں مصروف ہے مگر پاکستانی تمدن اور تہذیب ہمیشہ ارتقاء پر گامزن رہی ہے۔

> ثقافت یا کلچر حرکت کا نام ہے خوب سے خوب تر کی تلاش کا عمل ہے۔ (۳)

بلاشبہ ثقافت متحرک ہے، روز بروز بہتری کی متقاضی ہے سائنس کی روز بروز بڑھتی ہوئی تحقیقات انسانی شعور کو بھی وسیع کرتی جا رہی ہے۔ انسانی شعور کو وسیع کرنے کے لئے سائنسی علوم تک رسائی میں کتاب اور علم کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ برصغیر پر کئی قومیں حملہ آور ہوئیں مگر اس خطے کے لوگوں نے ان کی ثقافت اور کلچر کو ہو بہو تسلیم نہیں کیا اور کلچر، زبان میں اپنی پسند کو اپنایا اور باقی کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح نئی مملکت کے قیام پر اس کی حدود میں آنے والی تمام چیزوں کو اپنا ورثہ قرار دیا۔ پنجاب میں لکھی جانے والی وہ تمام شاعری جو گرو گرنتھ میں درج ہے اور سکھوں کی مقدس کتاب کا حصہ ہے پاکستان کا ورثہ ہے کیونکہ اس خطے میں لکھی گئی اور اسے یہاں آج بھی شاہ مکھی کے طرز پر لکھا، پڑھا اور گایا جاتا ہے۔ پاکستان اس ورثے کا مالک اور امین ہے۔

> پاکستانی ثقافت بھی تمام و کمال جغرافیائی اور مذہبی حدود کے اندر مقید نہیں رہ سکتی مختلف ثقافتیں ایک دوسرے کو متاثر کرتی رہتی ہیں اور آج بھی یہ عمل جاری ہے۔ (۴)

برصغیر میں مسلمان حکمرانوں نے اپنے زور پر حکومتیں تو بنائیں اور اسے نسل در نسل وراثت میں رکھا وہ کوئی اسلامی یا مذہبی حکمران نہیں تھے اور نہ ان کے دور میں کوئی ایسی ثقافت یا کلچر جداگانہ طور پر ابھر کر سامنے آیا جسے ان مسلمان حکمرانوں کی بہتر ثقافت کے طور پر پیش کیا جا سکے۔ اسلام موروثیت، پاپائیت اور اس حوالے سے مستقل پیشوائی کو

نہیں مانتا۔اسلام میں انسانوں پر انسانوں کو فوقیت تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔مسلمانوں کی ثقافت اچھائی، پاکیزگی، خوبصورتی اور مہذب ہونے پر ہی ہے۔ اسلام خاندان، ماں باپ پھر ہمسائیوں،معاشرے اور حیوانوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا درس دیتے ہوئے انسانیت کو افضل قرار دیتا ہے یہی انسانی حوالے سے اسلامی کلچر کا ایک بنیادی قانون ہے۔ فیض کے قریب تہذیب سے ماوراکوئی قوم نہیں جو تہذیبی طور پر اپنے آپ کو تہذیب سے مبرا قرار دے۔نئی مملکت پاکستان کی بھی الگ تہذیب ہے ہمیں اس کے اجزائے ترکیبی ڈھونڈنے ہیں۔ پاکستان کی اپنی شناخت ہے تہذیب ہے جو اسے دوسری اقوام سے الگ بناتی ہے اور قائداعظم نے دو قومی نظریہ کے حوالے سے صاف بیان کیا کہ مسلمان ایک اپنی تہذیب رکھتے ہیں ان کا ایک کلچر ہے ۔پاکستان کی قوم فیض احمد فیض کے نزدیک دوسری قوموں سے اس لئے ممتاز ہے کہ ایک تو وہ پاکستانی قوم ہے اور دوسرا یہ کہ وہ اسلام سے وابستہ مسلمان ہیں۔ ہمیں دو عناصر سے ہی تہذیب کا پہلو نکالنا ہو گا جس میں تاریخ،جغرافیہ اور فرد کے تین پہلو بنیں گے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے یہاں نہ پاکستانیت تھی نہ پاکستان تھا مگر پاکستان کا خطہ انسانی حوالے سے ہزاروں سال پرانا بھی ہے اور قدیم بھی،اسے کس طرح نئی مملکت سے منطبق کر سکتے ہیں جبکہ نئی مملکت سے پہلے پاکستان تو تھا ہی نہیں مگر ہم موجود بھی تھے۔ ہمیں کوئی چیز تو طے کرنی ہو گی۔اپنا نام بھی طے کرنا ہو گا،ہماری تہذیبی اور لسانی پہچان تھی جس میں اردو، پنجابی، بلوچی، بروہی، پوٹھوہاری، سندھی سب لوگ تھے مگر ہماری پرانی مملکت سے شناخت تھی سیاسی طور پر ہم بھارت ہی کے لوگ تھے۔اس وقت ہم پاکستان کے تھے اور نہ پاکستانی تھے۔پہلے یہ برصغیر تھا اور اب اس میں دو مملکتیں ہیں۔ نئی مملکت کے قیام پاکستان کی تہذیب اور ثقافت نے اپنے حوالے سے ترقی کی اور پیش رفت کی اور اسکی تہذیب اور ثقافت پھولتے پھلتے بہتر انداز میں اپنی خصوصیات بڑھاتی گئی اس میں انفرادی خصوصیات بھی پنپ کر سامنے آئیں۔

> حالات بدلتے ہیں تو یہ اقدار بھی اس کے ساتھ بدل جاتی ہیں اور پھر انہی عقائد اور احساس کا اظہار مختلف فنون کرتے ہیں۔ (۵)

فیض احمد فیض انتہائی مدلل انداز میں کلچر کے حوالے سے انسانی فلاح کی نشاندہی کرتے ہوئے اشتراکی کلچر کو بھی پیش کرتے ہیں اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ کونسی چیز ہے جو مسلمانوں اور اسلامی نظام حیات میں نہیں پائی جاتی۔اسلام میں اچھا کلچر،اچھا علم،اچھالباس، اچھی معیشت جہاں سے چاہیں اٹھالائیں اور علم کے لئے تو آپ چین تک جا سکتے ہیں۔ وہ کلچر کو باطنی اور ظاہری صورتوں میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔

> پاکستانی تہذیب صرف پاکستان تک محدود نہیں ہے چنانچہ جو پاکستانی تہذیب ہو گی وہ اسلامی تہذیب ہو گی غیر اسلامی نہیں۔ (۶)

فیض پاکستانی کلچر اسکی شناخت کو انتہائی خوبصورتی سے سامنے لائے انکا موقف واضح اور صاف وشفاف ہونے کے علاوہ دوٹوک بھی ہے۔نئی مملکت میں جو ہے وہ پاکستان کا ہی ہے اور ہم اسے اپنا ہی کلچر کہیں گے ہمیں اسے قبول کرتے ہوئے اس کے فروغ اور ترقی کی کوشش کرنی چاہیے۔ دنیا میں تہذیب کئی حصوں میں بٹی ہوئی ہے جیسے مذہبی تہذیب، علاقائی تہذیب کسی کلٹ کی تہذیب، کسی ایک نسل کی تہذیب، کسی بزرگ یا قوم کی تہذیب مگر جہاں کئی تہذیبیں ہوں وہاں

ریاست کی تہذیب الگ سے ہوتی ہے اور یہ تہذیب تمام قبیلوں اور قوموں سے مل کر ایک نئی قوم کی صورت سامنے آتی ہے دوستی، دشمنی اجتماعی طور پر بطور قوم سب شامل ہوتے ہیں جبکہ اچھی باتیں رفتہ رفتہ تمام قوموں کی بین الاقوامی تہذیب کے طور پر پہچانی اور شناخت کے طور پر سامنے آتی ہیں جیسے امن اور انسانیت کی فلاح ہے۔ کلچر کسی بری چیز، کسی معیوب چیز کا نام نہیں یہ متحرک ہے یہ ترقی کرتا ہے، اپنی فرسودہ اور پرانی روایات کو اچھی اور بہتر روایات سے تبدیل کرتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر انسان کی بہتری، خوبصورتی، اچھائی اور نفاست کی جانب بڑھتا ہوا قدم ہے جس میں بڑا عنصر خوبصورتی سے بقائے باہمی ہے۔

برصغیر میں ہندو اپنے آپ کو اقلیت نہیں اکثریت شمار کرتے تھے چونکہ دنیا میں کوئی اور ایسا ملک نہیں جہاں ہندوؤں کی باضابطہ اتنی بڑی اکثریت ہو۔ ہندو اپنا ایک الگ معاشرتی تشخص رکھتے ہیں وہ اپنے قومی کلچر کو باعث فخر سمجھتے ہیں کہ بھارت میں کسی اور قوم کا کوئی کام نہیں انھوں نے اپنے کلچر کو باقی دنیا سے جدا بنالیا ہے جبکہ کلچر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دوسروں پر ممنوع ہو یا دوسرے اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ ساری دنیا میں قومیں اچھے کلچر کو اپناتی اور اپنے ساتھ ملاتی ہیں ۔بعض قومیں اپنے کلچر کو اپنے لئے ہی مخصوص سمجھتی ہیں اور دوسرے معاشرے کے کلچر کو اپنانا قباحت سمجھتی ہیں اور وہ اپنی قوم میں دوسری قوموں کے لوگوں کو قبول کرنے میں بھی ہچکچاتے ہیں جبکہ مہذب دنیا میں دوسرے کلچر اور قوموں کو اپنے اندر سمونے سے معاشرہ اصلاحات کی طرف بڑھتا ہے۔ اور مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اچھی چیزوں کو اپنایا۔ مسلمانوں کے بارے میں قدرت اللہ فاطمی لکھتے ہیں۔

اس لئے پوری خود اعتمادی کے ساتھ انہوں نے موجودہ زمانے کے چیلنج کو قبول کیا۔ (۷)

کلچر اور ثقافت کا ارتقاء بنیادی طور پر لوگوں کے اتفاق اور اتحاد پر محضر ہوتا ہے اور جو معاشرے مساوات کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں وہاں جو کلچر پھوٹتا ہے اس کی کئی شاخیں ہوتی ہیں اور اس کے اپنے آداب مرتب ہوتے جاتے ہیں جس سے ایک ثقافتی ڈھانچہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہم کئی باتوں سے جو ثقافت کے حوالے سے ہوتی ہیں آنکھیں بند کر لیتے ہیں اپنی ثقافت کو بھی ہم نے کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ پاکستان کی ثقافتی اور ادبی تاریخ اپنی شناخت اور روح رکھتی ہے یہ ہی اسکا اپنا ایک منفرد کلچر ہے جو ذہنی ہم آہنگی کی بنیاد پر کھڑا ہے ورنہ اگر بات لباس کی ہو تو ریگستان والوں کا لباس اپنا ہے، گلگت بلتستان والوں کا اپنا، پنجاب کا اپنا، سندھ کا اپنا جس کی بنیادی وجہ فضاء اور جغرافیائی ماحول بھی ہے۔ لباس کی بنیاد پر لوگوں کو کسی ایک ثقافت کا نمائندہ نہیں کہا جاسکتا یورپ میں اس طرح کی تقسیم کو ”فوق ویز“ کا نام دیا گیا ہے مگر حقیقی طور پر لباس کا باحیا ہونا جس میں عریانی نہ ہو مہذب سمجھا اور جانا جاتا ہے اور اس میں جدت سے ثقافت اور کلچر کی خوبیاں نمایاں نظر آتی ہے۔

ثقافت یا کلچر حرکت کا نام ہے خوب سے خوب تر کی تلاش کا عمل ہے۔ (۸)

جیلانی کامران کے مطابق برصغیر میں ایک نیشنل مسلم ازم رواج پاتا ہے جس کی ابتداء ۱۹۳۹ء سے ہوتی ہے یہ دراصل انڈین نیشنل ازم سے ہی جنم لیتا ہے اور مسلمان ہندو کے مقابلے میں اپنا کلچر سامنے لاتے ہیں جبکہ اس سے پہلے مسلمانوں کا کلچر ہندوؤں کے کلچرز کے بوجھ میں دبا معلوم ہوتا ہے یہ ہندوؤں کی تعداد کے حوالے سے اکثریتی کلچر کے

حوالے سے بھی پہچانا جاسکتا ہے۔ہندو اکثریتی جبر پر مسلمانوں کو اپنا تشخص سامنے لانے کے لئے مسلم کلچر ابھارنا پڑا اور پھر اس کے قائدین نے اس پر ڈٹ جانے کے لئے لوگوں کو راغب کیا اسی لئے مسلمان اپنے آپ کو ہندوؤں سے کم تر نہیں سمجھتے تھے اور پھر اسی صورت میں قائد اعظم محمد علی جناح ہمارے سامنے آتے ہیں جو ہندو کلچر کو مسلمان کلچر سے بالکل الگ نہ صرف گردانتے بلکہ اس کی وکالت بھی کرتے ہیں اور قائد فرماتے ہیں کہ مسلم ہندو کلچر سے قطعی مختلف اور مہذب ہے اور مختلف بھی، چونکہ مسلمانوں کی تہذیب اور کلچر الگ ہے انھیں ایک علیحدہ مملکت کا بھی حق ہے۔ اسی بنیاد پر دو قومی نظریہ ابھر کر سامنے آتا ہے اس کی بنیاد مذہب، کلچر رسوم ورواج ہی ہیں جو ہندو مسلمانوں پر مسلط کر رہے تھے۔ جو قومیں مسلمانوں کے کلچر سے انکاری ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ مسلم کلچر وجود نہیں رکھتا وہ عرب کے اس زمانے کو بھول جاتے ہیں جب عرب اپنے کُرتے اور شلواریں اتنی لمبی رکھتے تھے کہ وہ پیچھے گھسٹتی نظر آتی تھیں اسے فخر اور غرور کی نشانی قرار دیتے ہوئے حکم دیا گیا کہ اپنی تہہ بند کو ٹخنوں سے اوپر رکھا جائے، اصراف نہ ہو اور کپڑا بھی ضائع نہ ہو۔ اسلامی کلچر میں اصراف برائی اور تفاخر کو روکنے کیلئے لباس میں بھی ترمیم کی گئی۔ برصغیر میں مسلمان کلچر کے ڈانڈے بھی اسلامی کلچر سے ملتے ہیں اور اس کا ماخذ وہی اسلامی کلچر اور ثقافت ہے۔

تہذیب ایک تسلسل کا نام ہے اور یہ دریا کے بہاؤ کی مانند ہے۔[۹]

مدتوں سے لوگ ثقافت، تہذیب اور کلچر کی تعبیریں اور وضاحتیں کرتے آرہے ہیں کئی کتابیں لکھی گئیں مگر ان میں سے ابہام دور نہیں ہو سکا اور نہ ہی کوئی ایسی صورت سامنے آسکی جس پر تمام مورخین متفق ہو جائیں۔ کلچر انسان کے ساتھ ہی پیدا اور پرانا ہوا جس کا سلسلہ انسانوں کے روابط علم اور تقلید تک پھیلا ہوا ہے جب تک لوگ علم کی ایک حد سے آگے نہیں بڑھتے تاکہ وہ مکمل ادراک کر سکیں تہذیب کی جامع تعریف پر اکھٹے نہیں ہو سکیں گے اور کوئی بات قطعیت کے ساتھ سامنے نہیں لا سکیں گے۔

خارجی دنیا کے تعامل سے پیدا ہونے والے کچھ مظاہر تہذیبی قرار دے کر ان کا تجربہ کیا جاتا ہے۔[۱۰]

یورپ نے کلچر کی جو تعریف کر دی ہے یا اس کی حدود وقیود باندھ دی ہیں محقق اور دانشوران طے شدہ حدود کو پار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ انسانی علوم جب مزید ارتقائی عمل سے گزرے گا اور یہ بنائی گئی مصنوعی حدود وقیود ٹوٹیں گی تب جا کر یورپ کی طے کردہ کلچر کی تعریف کو نئے انداز کے ساتھ سمجھنے میں مدد ملے گی۔ کلچر کی موجودہ تعریف بھی ادھوری اور نامکمل ہے۔

انگریزی لفظ کلچر کی تو ابھی تک دوسری زبانوں میں نہ وہ تعریف ہو سکی ہے اور نہ ہی اس کا حقیقی متبادل لفظ تلاش کیا جا سکا ہے سید عبداللہ اس حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں

عرب ممالک میں کلچر کے معنی میں استعمال ہو کر عام ہوا ایران میں اس کی جگہ عمومی شائستگی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔[۱۱]

سید عبد اللہ فطرت کو ہی کلچر سے تعبیر کرتے ہیں ان کے نزدیک جدید آلات اور مشینوں نے انسان کے موافق ماحول کو برباد کر دیا وہ ڈارون کے نظریہ کو انسان کے قریب تر خیال کرتے ہیں جس میں فطرت انسان کے اور انسان فطرت کے قریب نظر آتا ہے وہ نمود و نمائش، ریاکاری، دکھاوے اور بناوٹ کو کلچر سے متصادم خیال کرتے ہیں وہ توحید کے عقیدے کو بھی انسانی کلچر کا حصہ گردانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ انسان کا انسان سے ہمیشہ برتاؤ ایک سا رہا ہے مگر برصغیر میں ہندو مسلم دو قوموں کا اکٹھے رہنا اور آپس میں یگانگت اور ملاپ ایک نیا تجربہ تھا جہاں دو الگ کلچر اور تہذیبیں ساتھ ساتھ گزارا کر رہی تھیں مسلمانوں کا ہندوؤں کے ساتھ اقتدار میں ہونے کے باوجود اچھا برتاؤ اور ان کے کلچر پر تنقید نہ کرنا مسلمانوں کے اسلوب کی بڑائی اور فتح نظر آتی ہے۔ مسلمان تو اس کلچر میں ہندوؤں کے ساتھ گزارا کرتے رہے جہاں مردہ خاوند کی لاش کے ساتھ زندہ بیوی جل مرنے کی بڑی سخت بد تہذیبی اور زیادتی کو اپنی تہذیب اور کلچر کا اہم جزو قرار دیتی تھی۔ برصغیر میں پیدا ہونے والا مسلمانوں کا کلچر اپنی ایک الگ شناخت رکھتا ہے مگر اس کی بنیاد اسلامی اصولوں پر قائم ہے۔ یہ الگ بات کہ مسلمانوں کے کلچر پر ہندو کلچر نے بڑے اثرات چھوڑے اس کی وجہ سے اسلامی کلچر کی وہ صورت نہ رہی جو محمد بن قاسم ساتھ لائے کیونکہ غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد نے از خود مذہب تبدیل کر لیا مگر اپنے کلچر کو ساتھ رکھا اور یوں اس کے اثرات اب بھی جگہ جگہ ملتے ہیں۔ جیسے شادی کے موقع پر مہندی کا لگانا، ناچ گانے وغیرہ انسانوں کی زندگی پر عارضی اور خوش کن چیزیں بہت جلد اثر انداز ہوتی ہیں اسلام لباس، وضع قطع کو نہیں چھیڑتا مگر ستر پوشی اور طہارت کا حکم صادر کرتا ہے جبکہ فرنگی کی تہذیب اور روش محض اسکی اپنی بنائی اور پیدا کردہ تھی اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کے لباس میں حسن اور نفاست ختم ہوتی جا رہی ہے، ایک مخصوص طبقے نے منفرد لباس اور کلچر کو اپنایا ہوا ہے بلکہ یورپ میں تو ایک مدت تک برسوں نہانے کا رواج نہیں تھا۔ پیرس کے حکمران جب نہ نہانے کو اپنا کلچر بنا چکے تھے جہاں سے گزرتے لوگ اپنے ناک اور منہ پر کپڑا رکھ لیتے تا کہ وہ بدبو سے محفوظ رہیں اور پھر اس کے رد عمل میں طرح طرح کی خوشبوئیں ایجاد ہوئیں اور اس سے پیرس کے عطر اور خوشبوئیں معروف ہوئیں۔ انسانی فطرت میں ناپسندیدگی پر رد عمل پیدا ہوتا ہے یورپ میں ایک مدت تک نہانے کو کفر سمجھا جاتا تھا۔ کلچر کی بنیاد پر برصغیر نہیں یورپ بھی کئی بار تقسیم ہوا یورپ والے تو اپنا ایک الگ دیوتا بنا لیتے تھے اور پھر اس کو ماننے والے ایک کلٹ کی صورت میں جمع ہو کر اپنے رہن سہن کے طریقے طے کرتے، ایک گروہ دوسرے گروہ سے دور ہوتا چلا جاتا ڈاکٹر محمد احسن فاروق لکھتے ہیں۔

> جب انسانوں کے گروہ دور دور رہتے تھے اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کوئی تعلق نہ تھا تو لاتعداد کلٹیں تھیں۔ (۱۲)

نئی مملکت پاکستان کے قیام کے بعد اس مملکت پر ہندو کلچر کے اثرات میں خاصی کمی واقع ہوئی اور لوگ اپنے اسلاف کے طے کردہ اصولوں کی جانب راغب ہونا شروع ہوئے۔ پاکستانی کلچر میں جہاں دراوڑوں، آریاؤں کے کلچر کا بڑا اثر ہے وہاں سب سے زیادہ نمایاں اثر ان اصولوں کا ہے جو اسلام انہیں دیتا ہے۔ مگر نئی مملکت پاکستان کے قیام پر اس کے کلچر کو

خود رو نشو نما کے لئے آزادی سے چھوڑ دیا گیا جس سے وہ اپنی راہ خود ہی چل نکلا ہے کلچر میں ادب بھی ہے شاعری بھی ہے کھانے پینے کے آداب بھی بنتے اور ترقی کرتے ہیں اور زبانوں میں بھی وسعت، شائستگی آتی ہے۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد نے اس خطے کو ایک نیا کلچر دیا مگر وہ ان پر مسلط نہیں کیا۔ جب ایرانی اس خطے میں وارد ہوئے تو انھوں نے بھی اپنا کلچر دیا ،ترک آئے تو انھوں نے اپنا کلچر دیا پاکستانی کلچر اپنے تاریخی اعتبار سے منفرد انداز میں ابھرا ہے اور اس کی آبیاری اسلامی اصولوں کی بنیاد پر خود رو ہی رہی ہے پاکستان کا ادبی اور تاریخی کلچر منفرد اور یکتا ہے جو قطعی طور پر کسی اور قوم کے کلچر سے مماثلت نہیں رکھتا البتہ کئی قوموں کی اچھی روایات اور اچھی باتیں خوش اسلوبی سے اس میں سما گئی ہیں جو اسے دوسروں سے الگ کرتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عکسی مفتی، پاکستانی ثقافت، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، جون ۲۰۱۴ء، ص،۲۳

۲۔ سبط حسن سید، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، مکتبہ دانیال، ذکی سنز پرنٹرز کراچی، اشاعت بارہ، ۲۰۱۵ء، ص، ۲۲

۳۔ جمیل جالبی ڈاکٹر، قومی تشخص اور ثقافت، مجموعہ مقالات، ادارہ ثقافت پاکستان، برک سن پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد ،جون ۱۹۸۳ء، ص، ۴۵

۴۔ عبدالسلام خورشید ڈاکٹر، پاکستانی ثقافت، پاکستانی ادیبوں کے منتخب مظامین، اکادمی ادبیات پاکستان، عبدالرحمٰن پرنٹنگ پریس اسلام آباد، ۱۹۹۹ء، ص، ۱۲۵

۵۔ فیض احمد فیض، پاکستانی کلچر، قومی تشخص کی تلاش ،مرتبہ شیما مجید، فیروز سنز لاہور، بار اول، ۱۹۸۸ء، ص، ۲۷

۶۔ فیض احمد فیض، پاکستانی کلچر، قومی تشخص کی تلاش، مرتبہ شیما مجید، فیروز سنز لاہور، ۱۹۸۸ء، ص، ۲۱

۷۔ قدرت اللہ فاطمی، پاکستانی قومیت، آئینہ ادب چوک مینار، انار کلی لاہور، ۱۴ اگست ۱۹۷۲ء، ص، ۱۴۵

۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، قومی تشخص اور ثقافت ، مجموعہ مقالات، ادارہ ثقافت پاکستان ، برک سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد، جون ۱۹۸۳ء، ص، ۴۵

۹۔ ڈاکٹر سلیم اختر، کلچر اور ادب، سنگ میل پبلیکیشن لاہور، ۲۰۰۱ء، ص، ۲۱۹۔ ۲۲۰

۱۰۔ سراج منیر، مطالعہ تہذیب کے اصول، کلچر منتخب مضامین، حصہ دوم، مرتبہ اشتیاق احمد، بیت الحکمت میٹرو پرنٹر لاہور ۲۰۰۷ء، ص، ۴۵۴

۱۱۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، شیخ غلام علی سنز پبلیشر، اشاعت اول، اپریل ۱۹۷۷ء، ص، ۵

۱۲۔ محمد احسن فاروق ،ڈاکٹر، کلچر ایک ارتقاء، کلچر منتخب مضامین، حصہ اول مرتبہ اشتیاق احمد، بیت الحکمت، میٹرو پرنٹر لاہور ۲۰۰۷ء، ص، ۱۷۲